خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو تاریکی اور گمراہی میں مبتلا پایا اور اس تاریکی کو دور کرنے اور ضلالت کو ہدایت اور سعادت سے تبدیل کرنے کے لئے ایک سراج منیر فاران کی چوٹیوں پر چمکا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

جب امام قائم ظہور پذیر ہوں گے تو زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲/اگست ۲۰۰۲ء بمطابق ۲/ظہور ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

اشھد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِآیْءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَا لشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ (سورة الزمر:٧٠)

اور زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اٹھے گی اور اعمال نامہ (سامنے) رکھ دیا جائے گا اور سب نبیوں اور گواہی دینے والوں کو لایا جائے گا اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنا نُور ڈالا، پھر جس پر تو یہ نُور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا اور جس پر یہ نُور نہ پڑ سکا وہ گمراہ ہو گیا۔ (ترمذی۔ کتاب الایمان)

حضرت سفیان بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے سنا کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے تو آپؐ نے فرمایا "غربا کے لئے خوشخبری ہو"۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون سے غرباء ہیں؟ آپ نے فرمایا "بُرے لوگوں میں سے صالح لوگ۔ اکثر لوگ ان کی اطاعت کرنے کی نسبت ان کی نافرمانی زیادہ کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک اور روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع تھے۔ اس وقت ابھی سورج طلوع ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز میری اُمت کے لوگ آئیں گے۔ ان کا نور سورج کی روشنی کی طرح چمک رہا ہو گا۔ ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے یہ اُمتی کون ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین میں سے فقراء جن کے ذریعہ ناپسندیدہ حوادث سے بچا جاتا ہے۔ ان میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس کی بعض حاجات ان کے سینوں میں ہی چھپی رہتی ہیں۔ انہیں دنیا کے کناروں سے جمع کیا جائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل)

علامہ ابو عبداللہ قرطبی ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ زمین کے اشراق سے مراد زمین کا روشن ہو جانا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "اَشْرَقَتِ الشَّمْسُ اِذَا اَضَاءَتْ. وَشَرَقَتْ اِذَا طَلَعَتْ" اَشْرَقَتِ الشَّمْسُ اس وقت کہتے ہیں جب وہ روشن ہو جاتا ہے اور شَرَقَتِ الشَّمْسُ اس وقت کہتے ہیں جب وہ طلوع ہو جاتا ہے۔

ضحاک کہتے ہیں کہ بِنُوْرِ رَبِّهَا سے مراد "بِحُكْمِ رَبِّهَا" یعنی "اپنے رب کے حکم سے" کے ہیں اور مراد ایک ہی ہے کہ زمین منور ہو گئی اور روشن ہو گئی اللہ تعالیٰ کے عدل اور اس کے اپنے بندوں میں برحق فیصلے کرنے سے۔

اور ظلم اندھیرے ہیں اور عدل نور ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک نور پیدا فرمائے گا اور اسے زمین کی سطح کو اوڑھا دے گا اس پر وہ اس کی وجہ سے منور ہو جائے گی۔

ابن عبادؔ کہتے ہیں کہ اس آیت میں مذکورہ نور سے مراد شمس و قمر کا نور نہیں بلکہ وہ ایک ایسا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ بطور خاص پیدا کرے گا اور اس سے زمین روشن ہو جائے گی۔

(تفسیر قرطبی)

علامہ فخر الدین رازیؔ کہتے ہیں کہ ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ میں نور سے مراد صرف عدل ہے۔ کیونکہ فرمایا گیا ﴿وَجِآیْءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَا لشُّهَدَآءِ﴾ اور ظاہر ہے کہ گواہوں کا پیش کرنا عدل کے اظہار کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح آیت کے آخر پر فرمایا ﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس نور سے مراد ازالۂ ظلم ہے۔

(رازی)

علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں کہ ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ میں نور سے مراد حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق یہ ایسا نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی اجسام ظاہرہ نورانیہ یعنی شمس و قمر سے ظاہر نہیں فرمائے گا۔ بلکہ روحانی نور مراد ہے۔.......

حسن بصریؒ اور سُدیؔ نے نور سے مراد استعارہ کے رنگ میں عدل لیا ہے قرآن کریم میں کئی مواقع پر یہ لفظ عدل و انصاف۔ قرآن اور برہان کے لئے استعارۃً استعمال ہوا ہے۔ گویا زمین ایسے نور سے منور ہو گی جو اس میں حق و عدل کو قائم کرے گا اور اللہ تعالیٰ حساب میں نظام عدل اور نیکیوں اور برائیوں میں انصاف کرے گا.......

آیت ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ سے مراد قضایا کے فیصلہ کے وقت خدا تعالیٰ کا جلوہ آراء ہونا ہے اور کبھی اس مفہوم کو اِتیان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ وَالْمَلَائِكَةُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ۔ (روح المعانی)

تفسیر قمی میں امام جعفر صادقؒ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ رب الارض سے مراد امام الارض ہے اس پر کہا گیا کہ جب وہ ظہور کرے گا تو کیا ہو گا؟ اس پر امام جعفر صادقؒ نے کہا، اس وقت لوگ سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی سے مستغنی ہو جائیں گے اور امام علیہ السلام کے نور پر کفایت کریں گے۔

"ارشاد المفید" میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا" کہ جب ہمارے آقا یعنی امام قائم ظہور پذیر ہوں گے تو زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی اور لوگ سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی سے مستغنی ہو جائیں گے اور ظلمت جاتی رہے گی۔(تفسیر الصافی زیر آیت الزمر:۷۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اردو منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

پھولوں کو جاکے دیکھو اسی سے وہ آب ہے
چمکے اسی کا نور مہ و آفتاب میں
خوبوں کے حسن میں بھی اسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں
ہر چشم مست دیکھ اسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اسی کے عشق سے ہے التہاب میں

(درثمین)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ سنت اللہ ہے کہ کوئی کام خدا تعالیٰ بغیر اسباب کے نہیں کرتا۔ ہاں یہ امر جدا ہے کہ وہ اسباب ہم کو دکھائی دیں یا نہ لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ اسباب ضرور ہوتے ہیں۔ اسی طرح آسمان سے انوار اُترتے ہیں جو زمین پر پہنچ کر اسباب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ کو تاریکی اور گمراہی میں مبتلا پایا اور ہر طرف سے ضلالت اور ظلمت کی گھنگھور گھٹا دنیا پر چھا گئی۔ اس وقت اس تاریکی کو دور کرنے اور ضلالت کو ہدایت اور سعادت سے تبدیل کرنے کے لئے ایک سراجِ منیر فاران کی چوٹیوں پر چمکا یعنی آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۱۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اُس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں...... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا الہام ہے:۔

"اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا" زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اُٹھی۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۸۰۵۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

۱۸۹۱ء میں حضرت اقدس کو عربی میں ایک الہام ہوا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ:

"...... وہ خدا جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن علوم و معارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے۔ اور زمین اپنے ربّ کے نُور سے روشن ہو جائے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب"۔(ازالہ اوہام۔ صفحہ ۸۵۶)